طے کر دیا کہ جس کو اساس ٹھہرا کر نصاب مرتب کیا جائے۔ خوشی کی بات ہے کہ ترک اس مقصد میں کامیاب ہوئے، اس وقت ہمارے سامنے "اسلامیات" پر ایک رسالہ ہے جس کو ترکی قوم کے مزاج اور ضروریات کے عین مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ وہاں کی پانچویں جماعت کے کورس میں داخل ہے۔ اس کے مضامین اور اسلوبِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تین باتوں کا خصوصیت سے خیال رکھا گیا ہے:

(۱) مذہب کی ابتدائی باتوں کو اس دلکش طریق سے پیش کیا جائے، کہ ذہن پر مطلق بار نہ ہو، بلکہ اس سے ذہن و فکر یہ محسوس کرے کہ گویا وہ غذائے روحانی اس کو مل رہی ہے جس کی کہ اس کو طلب تھی۔

(۲) بنیادی عقائد و تصورات کو سائنٹیفک انداز سے بیان کیا جائے۔ تاکہ مغرب کے معاملہ میں شروع ہی طلبہ کے ذہن میں کوئی الجھاؤ نہ رہے۔

(۳) ہمسایہ اقوام کے نظریات پر بحث کرتے وقت اُسی اخلاق، رواداری اور وسیع المشربی کا ثبوت دیا جائے، جو اسلامی تعلیمات کا طرۂ امتیاز ہے۔

ان سہ گانہ خصوصیات کو ملحوظ و مرعی رکھنے میں یہ لوگ کہاں تک کامیاب رہے ہیں جس کا فیصلہ آپ خود کیجئے۔ ہم اس کے بعض ابواب کا ترجمہ درج کئے دیتے ہیں۔ اس مرحلہ پر ایک سوال اپنوں سے پوچھنے کی اجازت دیجئے۔ کیوں صاحب! جب ایک سیکلر نظامِ حیات میں اسلامی تعلیمات کی اہمیتوں کو اس شدت کے ساتھ محسوس کیا جانے لگا ہے، تو کیا ایک اسلامی ریاست میں اس مسئلہ پر کوئی توجہ نہیں کی جائے گی۔ اور یہاں کا نظامِ تعلیم وہی رہے گا، جس کو انگریز کی مخصوص مصلحتوں نے جنم دیا تھا؟

ترجمہ:-

حرفِ آغاز

اُس خدا کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے!

ہمیں سب سے پہلے خدا کا ذکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کی ذاتِ گرامی پوری کائنات کے لئے ضروری ہے وہی ہر کام میں آسانیاں بہم پہنچانے والا ہے۔ اور وہی ہر ہر کام کی تکمیل کا ضامن ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہر لمحہ اس کا ذکر کریں۔ اس لئے کہ سارے کام اسی کے بابرکت نام سے انجام پاتے ہیں۔

عقیدہ

اس دُنیا میں نہ تو کوئی چیز بے کار ہے۔ اور نہ بخت و اتفاق کی کرشمہ سازیوں کا نتیجہ ہے۔ ہر چیز اس لئے پیدا کی گئی ہے، تاکہ انسان اُس سے فائدہ اُٹھائے۔ اور جو کوئی بھی غور و فکر سے کام لے گا اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ یہ رات، یہ دن، یہ زمین اور آسمان، خشکی اور تری، اونچے اونچے پہاڑ اور جنگل، یہ بارش اور ابر، سب کس لئے ہیں؟ اس لئے تاکہ ہم ان سے بہرہ مند ہوں۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں حضرتِ انسان کی کیا قدر و قیمت ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ کائنات کی ان سب چیزوں پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ ان میں کن کن چیزوں کو ہم اپنے کام میں لا سکتے ہیں۔ اور کن کن سے کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے

یہ معنی نہیں، کہ انسان کو یونہی بے لگام چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ نہیں یہ بھی کائنات کی دوسری چیزوں کی طرح کچھ فرائض رکھتا ہے۔ جن کا پورا کرنا اس پر واجب ہے۔ اس کے ذمہ پہلا فرض جس کو ادا کرنا اس کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ خدائے برتر کی توحید پر ایمان لائے، جس نے کہ اس کے لئے سارا جہان پیدا کیا ہے۔ اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کے تمام احکام کو دل سے مانے۔ کیونکہ بغیر کسی عقیدہ و ایمان کو اپنائے، جو کام بھی کیا جائے گا، وہ اپنی اہمیت کھو دیگا۔ اور یہ ایمان وعقیدہ کیا ہے؟ ایمان وعقیدہ کہتے ہیں، اس چیز کو کہ مسلمان اللہ کے تمام حکموں کو قلب و ضمیر کی گہرائیوں سے تسلیم کرے۔ اور ان کے قطعی ہونے پر یقین رکھے۔ مسلمانوں کو اسی بنا پر کہ یہ اللہ کی توحید پر اور آنحضرت کی رسالت پر، پختہ اور قلبی یقین رکھتے ہیں مومنین کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ مومن کے قلب اور زبان میں یکسانی ہوتی ہے۔ وہ وہی کچھ کہتا ہے، کہ جو اس کے دل میں موجزن ہو، اور جس کی حقانیت اور سچائی پر وہ یقین رکھتا ہو۔ اور وہ لوگ بظاہر ایمان کا اقرار تو کرتے ہیں، مگر ان کے دلوں میں اخلاص کے ساتھ ایمان موجود نہیں۔ یہ مسلمانوں کی اصطلاح میں منافق کہلاتے ہیں۔ ان کے دو چہرے ہیں۔ ایک دکھاوے کا اور ایک اصلی اور اندرونی جس میں کہ ایمان کی رمق تک پائی نہیں جاتی۔ ان لوگوں کو معلوم رہنا چاہیئے۔ کہ ایمان کے سوا اور کوئی روشنی نہیں۔ جس سے کہ شاہراہ عمل واضح ہو سکے۔ اور ایمان سے بڑھ کر کوئی سچی اور حقیقی مسرّت نہیں ہے۔ اگر آنکھ کے بغیر دیکھنا ناممکن ہے اور دماغ کے بغیر انسان سوچ نہیں سکتا ہے۔ تو یقین رکھنا چاہیئے، کہ اگر پہلو میں ایسا دل نہیں ہے کہ جو ایمان کی دولت سے مالامال ہو تو انسان اس دنیا میں نیکی اور بدی کا فیصلہ کرنے سے قاصر ہے۔ ایسا دل برابر بیکار اور زنگ آلود ہے۔ اور انسان کے سینے میں ایک بوجھ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم مسلمان ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا ایک ہے، کوئی اس کی مانند نہیں۔ اور کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں۔ اسی نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ اور اُسی نے پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ وہی پوری کائنات کا رب ہے، آفتاب کا بھی اور چاند کا بھی، زمین کا بھی اور آسمان کا بھی۔ اور ان چیزوں کا بھی کہ جن میں زندگی ہے اور اس کا بھی جو زندگی سے محروم ہیں۔

اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ ہم اسی کی پرستش کرتے ہیں۔

اس کائنات کا جو ہمارے گرد وپیش پھیلی ہوئی ہے، ایک آغاز ہے اور ایک انتہا ہے۔ خود اپنے متعلق سوچئے کہ پہلے موجود نہیں تھے اور اب ہیں۔ اور کچھ عرصہ زندگی بسر کرنے کے بعد پھر ایسا موقع آئے گا کہ ہم اس دنیا میں نہیں رہیں لیکن خدا کے بارہ میں ایسا کہنا صحیح نہیں۔ اس کا نہ کوئی آغاز ہے اور نہ انتہا ہے۔ وہ اس عالم کی ہر ہر چیز سے پہلے ہے، بلکہ اُسی نے تو یہ سب چیزیں پیدا کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک ارادہ ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی اس کے ارادوں میں حائل ہونے والا نہیں۔ پھر وہ کچھ بھی کرتا ہے، وہ درست ہے وہ قادر مطلق ہے۔ اس کی قدرت اور طاقت کا اندازہ کرنا محال ہے۔ وہی آسمان سے مینہ برساتا ہے، اور وہی مُردہ اور خشک زمین کو ترو تازگی اور زندگی سے بدل دیتا ہے۔۔۔۔۔۔